اک تیرا انتظار ہے

عروسہ عالم

"کیا بات ہے جب سے تم اسلام آباد سے آئی ہو بہت بدلی بدلی سی لگ رہی ہو؟" سندس نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" سندس کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے تو ایسی ہی بات لگ رہی ہے لیکن جب تم کہہ رہی ہو تو مان لیتی ہوں لیکن یہ بات طے ہے کہ وہاں سے آ کر تم کچھ چینج سی اور چپ چپ سی ہوگئی ہو۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل وہاں اتنا اچھا موسم تھا اور یہاں اتنی گرمی ہے تو بس موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت کچھ بے زاری سی ہے۔"

"موسم کی تبدیلی کا ہی اثر ہے یا کوئی اور بات ہے کہیں اسلام آباد میں کسی کو دل تو نہیں دے بیٹھیں؟" سندس نے اس کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں شرارت کی تو اس کا دل سکڑا سمٹا اور پھر پھیل کر تیزی سے دھڑکتا چلا گیا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تم کہو کیا بات ہے کس لیے آئی ہو؟" اس نے جلدی سے خود پر قابو پاتے ہوئے سندس سے نظریں چراتے ہوئے پوچھا تو وہ حیرت سے اس کی شکل تکنے لگی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا پہلے تم مجھے فون کر کر کے بلایا کرتی تھیں میرے آنے کی دعائیں مانگا کرتی تھیں میرے آنے پر خوش ہوجاتی تھیں میرے آنے پر مجھے واپس جانے سے روکا کرتی تھیں۔ صبح سے شام تک مجھ سے چمٹی رہتی تھیں اور اب میرے آنے کی وجہ پوچھ رہی ہو اور اتنی بے زارا کتائی ہوئی ہو۔"

"اوہو بھئی وجہ ہی تو پوچھی ہے بھگا تو نہیں رہی ہوں ناں اور میں بالکل بے زار نہیں ہوں۔" اس نے اپنا موڈ ٹھیک کر کے بات کو سنبھالا۔

"کیا پتا بھگا ہی دو۔"

"اب میں ایسی گستاخ بھی نہیں ہوں۔" عیشہ نے منہ پھلا کر کہا۔

"ہاں تم تو ایسی گستاخ نہیں ہو لیکن مجھے لگتا ہے کہ تم اسلام آباد سے ضرور کوئی ایسی ویسی گستاخی کر کے آئی ہو۔" اس کی بات پر عیشہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ سندس اس کے دل و دماغ کے حال سے واقف ہوگئی ہے۔

"میں کوئی گستاخی کر کے آئی ہوں یا نہیں لیکن تم ضرور میرے ساتھ اس وقت گستاخیاں کر رہی ہو۔"

"اچھا اب جلدی تیار ہوجاؤ مجھے ذرا بازار جانا ہے۔ زبردست سیل لگی ہے اور مجھے اپنے لیے چار پانچ شاندار سے ریڈی میڈ سوٹس لینے ہیں آج امی بھی بہت اچھے موڈ میں ہیں۔ مجھے خود ہی انہوں نے کہا کہ تم اپنے لیے کچھ ریڈی میڈ سوٹس لے لو۔ اس سے پہلے کہ امی کا موڈ بدلے اور وہ مجھے فون کر کے واپس گھر بلالیں تم جلدی سے تیار ہوجاؤ۔" اس وقت عیشہ کا کہیں بھی جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا اگر وہ منع کرتی تو پھر سندس اپنی الٹی سیدھی باتیں شروع کردیتی لہٰذا اس نے سندس کے ساتھ جانے میں ہی عافیت جانی۔ بلکہ وہ تو ٹھیک ہی اندازے لگا رہی تھی۔ اس کی باتیں تو عیشہ کو پریشان کر رہی تھیں۔ اسلام آباد جا کر تو اس کی دنیا ہی بدل گئی تھی ایسی ہڈی گلے میں پھنسی تھی کہ نہ وہ اگل سکتی تھی نہ نگل سکتی تھی۔ اس نے وہ کیا تھا کہ کسی کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے بلکہ اسے وہ سب کچھ کرنے پر مجبور کردیا گیا تھا۔

وہ سندس کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی بازار چلی آئی۔ پہلے اسے بوتیکس میں گھس گھس کر کپڑے دیکھنے کا کتنا شوق ہوا کرتا تھا لیکن آج وہ بازار ہی نہیں آنا چاہ رہی تھی اور آ گئی تھی تو بے زار تھی۔ اسے کتنا شوق ہوا کرتا تھا اچھے کپڑے پہننے کا وہ اپنے سارے پیسے کپڑوں پر خرچ کردیتی تھی۔ امی اتنے کپڑے بنانے پر ڈانٹتی تھیں تو وہ

اک تیرا انتظار ہے

عروسہ عالم

''کیا بات ہے جب سے تم اسلام آباد سے آئی ہو بہت بدلی بدلی سی لگ رہی ہو؟'' سندس نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔'' سندس کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔

''مجھے تو ایسی ہی بات لگ رہی ہے لیکن جب تم کہہ رہی ہو تو مان لیتی ہوں لیکن یہ بات طے ہے کہ وہاں سے آ کر تم کچھ چینج سی اور چپ چپ سی ہوگئی ہو۔''

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل وہاں اتنا اچھا موسم تھا اور یہاں اتنی گرمی ہے تو بس موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت کچھ بے زار سی ہے۔''

''موسم کی تبدیلی کا ہی اثر ہے یا کوئی اور بات ہے کہیں اسلام آباد میں کسی کو دل تو نہیں دے بیٹھیں؟'' سندس نے اس کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں شرارت کی تو اس کا دل سکڑا سمٹا اور پھر پھیل کر تیزی سے دھڑکتا چلا گیا۔

''کیسی باتیں کررہی ہو۔ تم کہو کیا بات ہے کس لیے آئی ہو؟'' اس نے جلدی سے خود پر قابو پاتے ہوئے سندس سے نظریں چراتے ہوئے پوچھا تو وہ حیرت سے اس کی شکل تکنے لگی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا پہلے تم مجھے فون کرکر کے بلایا کرتی تھیں میرے آنے کی دعائیں مانگا کرتی تھیں میرے آنے پر خوش ہوجاتی تھیں میرے آنے پر مجھے واپس جانے سے روکا کرتی تھیں۔ صبح سے شام تک مجھ سے چمٹی رہتی تھیں اور اب میرے آنے کی وجہ پوچھ رہی ہو اور اتنی بے زار اکتائی ہوئی ہو۔''

''اوہو بھئی وجہ ہی تو پوچھی ہے بھگا تو نہیں رہی ہوں ناں اور میں بالکل بے زار نہیں ہوں۔'' اس نے اپنا موڈ ٹھیک کرکے بات کو سنبھالا۔

''کیا پتا بھگا ہی دو۔''

''اب میں ایسی گستاخ بھی نہیں ہوں۔'' عیشہ نے منہ پھلا کر کہا۔

''ہاں تم تو ایسی گستاخ نہیں ہو لیکن مجھے لگتا ہے کہ تم اسلام آباد سے ضرور کوئی ایسی ویسی گستاخی کرکے آئی ہو۔'' اس کی بات پر عیشہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ سندس اس کے دل و دماغ کے حال سے واقف ہوگئی ہے۔

''میں کوئی گستاخی کرکے آئی ہوں یا نہیں لیکن تم ضرور میرے ساتھ اس وقت گستاخیاں کررہی ہو۔''

''اچھا اب جلدی تیار ہوجاؤ مجھے ذرا بازار جانا ہے۔ زبردست سیل لگی ہے اور مجھے اپنے لیے چار پانچ شاندار سے ریڈی میڈ سوٹس لینے ہیں آج امی بھی بہت اچھے موڈ میں ہیں۔ مجھے خود ہی انہوں نے کہا کہ تم اپنے لیے کچھ ریڈی میڈ سوٹس لے لو۔ اس سے پہلے کہ امی کا موڈ بدلے اور وہ مجھے فون کرکے واپس گھر بلالیں تم جلدی سے تیار ہوجاؤ۔'' اس وقت عیشہ کا کہیں بھی جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا اگر وہ منع کرتی تو پھر سندس اپنی الٹی سیدھی باتیں شروع کردیتی لہٰذا اس نے سندس کے ساتھ جانے میں ہی عافیت جانی۔ بلکہ وہ تو ٹھیک ہی اندازے لگا رہی تھی۔ اس کی باتیں تو عیشہ کو پریشان کررہی تھیں۔ اسلام آباد جا کر تو اس کی دنیا ہی بدل گئی تھی ایسی ہڈی گلے میں پھنسی تھی کہ نہ وہ اگل سکتی تھی نہ نگل سکتی تھی۔ اس نے وہ کیا تھا کہ کسی کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے بلکہ اسے وہ سب کچھ کرنے پر مجبور کردیا گیا تھا۔

وہ سندس کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی بازار چلی آئی۔ پہلے اسے بوتیکس میں گھس گھس کر کپڑے دیکھنے کا کتنا شوق ہوا کرتا تھا لیکن آج وہ بازار ہی نہیں آنا چاہ رہی تھی اور آ گئی تھی تو بے زار تھی۔ اسے کتنا شوق ہوا کرتا تھا اچھے کپڑے پہننے کا وہ اپنے سارے پیسے کپڑوں پر خرچ کردیتی تھی۔ امی اتنے کپڑے بنانے پر ڈانٹتی تھیں تو وہ

بیٹھے۔ "نہیں" "پہنو جگ بھاتا" کہہ کر خاموش کروا دیتی تھیں اور اس وقت اسے بازار اور اس میں موجود ہر چیز بری لگ رہی تھی۔ جب کہ سندس بڑے شوق اور دل چسپی سے ایک ایک سوٹ دیکھ رہی تھی اور عیشہ سے بھی مشورہ کررہی تھی۔ جب کہ وہ اکتائے ہوئے انداز میں ہوں ہاں کررہی تھی۔ کئی بوتیکس کو کھنگالنے کے بعد سندس نے اپنے لیے چار سوٹ خرید لیے اور دونوں اس وقت روڈ پر کھڑی تھیں کہ اچانک عیشہ کی سامنے والی روڈ پر نظر پڑی تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں دل ایک دم اس بری طرح سے دھڑکنے لگا کہ ابھی باہر آجائے گا۔ اس کے سارے بدن پر لرزا طاری ہوگیا ٹانگوں کو زمین پر جمائے رکھنا مشکل ہوگیا۔ وہ ایک دم سے پسینے میں نہا گئی۔

''چلو آؤ اب کچھ کھا پی لیتے ہیں چل چل کر میرا تو پیٹ خالی ہوگیا ہے۔''

''نہیں میرا خیال ہے اب گھر چلتے ہیں بہت تھک گئی ہوں۔''

''ارے تمہیں کیا ہوا ہے؟'' سندس کی نظر اس کے سفید چہرے پر پڑی تو وہ ایک دم سے حیران پریشان ہوگئی۔

''کچھ نہیں بس ایسے ہی چل چل کر سر میں درد ہونے لگا ہے۔'' سامنے والے کی نظر خود پر پڑنے سے پہلے وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی بلکہ اس منظر سے غائب ہوجانا چاہتی تھی۔

''میں بہت تھک گئی ہوں۔ اتنی دیر سے مسلسل ہم دونوں چل ہی رہے ہیں کہیں چل کر بیٹھتے ہیں کچھ کھاتے پیتے ہیں فریش ہوجائیں گے۔ تمہارا سر درد بھی ٹھیک ہوجائے گا۔''

''جتنی دیر یہاں بیٹھیں گے اتنی دیر میں گھر پہنچ جائیں گے میرے خیال سے گھر ہی چلتے ہیں اب میری کہیں بھی جانے کی ہمت نہیں۔''

''ارے اب کہاں جانا ہے برگر شاپ کے قریب تو ہم کھڑے ہیں۔'' سندس نے حیرت سے کہا۔

''سندس پلیز میں کچھ نہیں کھانا چاہتی اب جلدی سے گھر چلو۔'' عیشہ نے بے زاری سے کہا تو سندس نے بھی اسے زیادہ مجبور نہیں کیا اور رکشہ یا ٹیکسی کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی۔ عیشہ نے دیکھا وہ گاڑی سے نکل کر سامنے والے ڈپارٹمنٹل اسٹور میں جاچکا تھا۔ وہ اس کی نظروں میں آنے سے پہلے یہ جگہ چھوڑ دینا چاہتی تھی۔ دونوں گرتی پڑتی گھر میں گھسیں۔ عیشہ تو فوراً ہی صوفے پر ڈھیر ہوگئی۔

''تم تو ایسے صوفے پر گری ہو جیسے پورا بازار خرید کے آرہی ہو۔'' امی نے اسے صوفے پر گرتے دیکھ کر کہا۔

''امی میں نے پورا بازار گھوما ضرور ہے لیکن خریداری ایک ہیر پن کی بھی نہیں کی۔ بازار میں گھما گھما کر سندس نے میری ہڈیاں توڑ دیں۔''

''میری ہڈیاں بھی اتنی ہی ٹوٹی ہیں جتنی کہ تمہاری۔ اچھا بھئی اب میں تو جارہی ہوں۔امی انتظار کررہی ہیں ان کے فون پرفون آرہے ہیں۔''

''ارے ابھی کہاں جارہی ہو بیٹھو کھانا کھا کر جانا۔'' امی اور بھابی نے اسے کھانے کے لیے روکا۔ جب کہ عیشہ خاموش رہی۔وہ چاہتی تھی کہ سندس چلی جائے تاکہ وہ اپنے کمرے میں جاکرآرام کرے۔امی کے روکنے کے باوجود بھی سندس چلی گئی تو عیشہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور بےدم سی ہوکر بستر پر گرگئی۔

آج عیشہ نے اسے بہت دن بعد دیکھا تھا۔اگر اس نے مجھے ڈھونڈ لیا اور وہ گھر تک پہنچ گیا تو ایک ہول سا اس کے دل میں اٹھا اور وہ گھبرا کے اٹھ بیٹھی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بری طرح سے رودی۔اس کی زندگی میں ایسا کیا ہوگیا تھا آگے کیا ہونا تھا؟ یہ سوچیں ہر لمحہ اسے مارڈال رہی تھیں وہ کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔یہ میں نے کیا کردیا ایسا کیوں کیا؟ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ پچھتاؤں کے ناگ اسے ڈسنے لگے۔اسے رہ رہ کر سارہ پر غصہ آرہا تھا جس کی دوستی نے اسے ڈبودیا تھا۔وہ ایک دم سے سارہ کو کوسنے لگی لیکن اس کا بھی کیا قصور تھا حالات ہی ایسے تھے شاید اس قسم کے حالات میں کوئی بھی بیٹی اور بہن ایسا ہی کرتی اور اگر قصور ہی کی بات ہے تو قصور تو عیشہ کا بھی نہیں تھا شاید مجبوری بےبسی اور جذباتی دباؤ میں آکر انسان کوئی انتہائی قدم اٹھالیتا ہے یا ایسا قدم اٹھانے پر اسے مجبور کردیا جاتا ہے کہ فیصلہ کرنے کا بھی وقت نہیں ملتا یا فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں اور قوتیں منجمد ہوجاتی ہیں اور اس وقت وہی بات درست لگتی ہے دل اور دماغ دونوں ایک طرف ہوجاتے ہیں اور جب دل دماغ اپنے ٹھکانے پرآ کر اسی بات کو ڈھنگ سے سوچنے کے قابل ہوتے ہیں تو اپنا فیصلہ غلط لگتا ہے لیکن اس وقت بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے سب کچھ ہاتھوں سے نکل چکا ہوتا ہے۔ پھر پچھتاوے غصہ اور ملال حاوی ہوجاتا ہے اور وہ بھی آج کل انہیں کیفیات سے گزر رہی تھی۔ نہ اگل سکتی تھی نہ چھپائے بنے نہ بتائے بنے۔کون اسے بےقصور مانتا۔

جو عظیم الشان معرکہ وہ سر کر بیٹھی تھی وہ سراہے جانے کے قابل تو ہرگز نہیں تھا ہاں سر کاٹ ڈالنے کے قابل ضرور تھا۔وہ اسی طرح سے رورو کے اپنا غبار نکالتی تھی اور اس وقت بھی یہی کررہی تھی۔ ایک دم سے کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس کی سسکی نکل گئی۔کمرے میں اتنا اندھیرا تھا کہ کسی کے آنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔

''لائٹ آف کرکے کیوں بیٹھی ہو۔'' بھابی نے لائٹ آن کردی۔اس کی شکل دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

''ارے کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو۔''

''بس ایسے ہی دل چاہ رہا تھا۔''

''ہائیں...... رونے کو دل چاہ رہا تھا؟'' بھابی نے حیرت سے کہا تو وہ بھی ایک دم سے ہوش میں آگئی کہ یہ کیا کہہ دیا۔

''میرا مطلب ہے کہ اندھیرے میں بیٹھنے کو دل چاہ رہا تھا۔''

''چلو دل کی یہ چاہت تو پوری ہوگئی اب بتاؤ کہ رو کیوں رہی تھیں؟''

''بس وہ آج ہم بازار گئے تھے ناں اور سندس نے وہاں سے پانچ سوٹ بھی خریدے تھے۔''

''اچھا تو تم اس بات پر رورہی تھیں۔'' بھابی نے زور سے قہقہہ مارا تو وہ اپنی بےتکی بات پر بری طرح سے کھسیا کررہ گئی۔

''افوہ بھابی یہ بات نہیں ہے اس نے بازار میں گھما گھما کر برا حشر کردیا تھکن کے مارے میرے سر اور ٹانگوں میں بہت درد ہورہا ہے۔'' اس نے اپنی اس کیفیت کی اصل وجہ کو چھپا کر سارا الزام سندس کے سر دھردیا۔

''پہلے تو تم کبھی نہیں تھکیں۔خوشی سے بازار جاتی تھیں خوشی خوشی سے آتی تھیں آج ایسی کیا تھکن سوار ہوگئی کہ رونا ہی شروع کردیا؟''

''پہلے تو اس کے ساتھ شاپنگ کرتی تھیں ناں آج میں نے کچھ نہیں لیا شاید اسی لیے تھکن اور بوریت کا شکار ہوگئی۔''

''اب آئندہ جب تم اس کے ساتھ بازار جاؤ تو اپنے لیے ضرور شاپنگ کرنا تاکہ تمہیں گھر آکر اس قدر رونا نہ پڑے اور اب تم جلدی سے اٹھو۔ہاتھ منہ دھوکر کھانا کھاؤ ہم ابھی تمہاری بوریت دور کیے دیتے ہیں۔آج میں نے تمہاری پسندیدہ رس ملائی بنائی ہے چلو شاباش جلدی سے آجاؤ۔'' بھابی کمرے سے نکلیں تو وہ بھی خود کو سنبھالتی ہوئی واش روم کی طرف چل دی۔ اس طرح رونے دھونے سے تو کام نہیں چل سکتا تھا۔گھر والوں کو کیا وجہ بتائی جائے گی خود کو بہت سنبھالنے کی ضرورت تھی۔اس نے ہاتھ منہ دھویا اور خود کو نارمل کرکے کمرے سے نکل آئی۔ یہ اس کی اپنی جنگ تھی جو اسے تنہا ہی لڑنی تھی لیکن عجب جنگ تھی کہ لڑنے کے لیے وہ تو تنہا ہی تھی مگر دشمن سامنے نہیں تھا۔ یہ ایک خیالی اور تصوراتی جنگ تھی جو اسے خیالات اور تصورات کے تانے بانوں میں ہی الجھ کر لڑنی تھی۔

☆☆......☆☆......☆☆

اب اسے گھر سے نکلتے ہوئے خوف سا محسوس ہونے لگا تھا کئی دن کالج بھی نہیں گئی لیکن آخر یہ سب بھی کب تک چلتا۔آج سندس اس کے سر پر پہنچ گئی۔

''تمہیں کیا ہوا ہے کالج سے کس خوشی میں چھٹیاں کررہی ہو؟'' سندس نے آتے ہی اس پر حملہ کردیا۔

''بس ایسے ہی آج کل کچھ دل نہیں چاہ رہا...... کل سے جاؤں گی۔'' اس نے ڈھیلے سے انداز میں کہا۔

''دل کی باتیں چھوڑو پڑھائی میں دل سے زیادہ دماغ استعمال ہوتا ہے۔ پڑھائی جیسا خشک کام کرنے کو کبھی دل نہیں چاہتا ہے۔ پڑھائی دل لگا کے نہیں ہر طرف سے دل مار کر کرنے والی چیز ہے۔دل کی چاہت کے تو کچھ اور ہی تقاضے ہوتے ہیں۔'' باتیں تو اس کی بالکل ٹھیک تھیں۔عیشہ سر ہلا کر رہ گئی۔آج کل کسی سے بھی بحث مباحثہ کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

''باجی آج کل آپ کی نند بی بی کو کیا ہوا ہے محترمہ ہر وقت گم صم سی کھوئی کھوئی سی رہتی ہیں۔'' اس نے اپنی بڑی بہن سے کہا تو وہ مسکرادیں۔

''یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہیں تم پر بھی یہ وقت ضرور آئے گا۔'' عاتکہ بھابی نے کہا تو سندس زور سے ہنس دی۔

''اچھا پھر تو میں دعا کروں گی کہ جلدی سے مجھ پر یہ وقت آئے تاکہ میں عیشہ کی دیوانگی کو سمجھ سکوں۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے میں اپنی اسٹڈیز کی وجہ سے کچھ اپ سیٹ ہوں۔'' عیشہ بری طرح جھینپ گئی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

''اسلام آباد جانے کی وجہ سے میری پڑھائی متاثر ہوئی ہے بس اسی کی وجہ سے فکرمند ہوں۔''

''اسلام آباد جانے کی وجہ سے تمہاری پڑھائی متاثر نہیں ہوئی بلکہ وہاں سے آنے کے بعد تم میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔اسلام آباد کا ہوا پانی تمہیں سوٹ نہیں کیا یا اگر تمہیں وہاں جاکے کوئی سوٹ کر گیا ہے تو مجھے بتادو کسی کو نہیں کہوں گی۔'' سندس نے شرارت سے کہا تو اس کے دل میں دھماکے ہونے لگے لیکن اگلے ہی پل خود پر قابو پاکے اس کے دھموکا جڑدیا۔

''اب اگر تم نے کوئی بکواس کی تو تمہیں گھر سے نکال دوں گی۔'' عیشہ نے اپنی آواز کو رعب دار بنانے کی کوشش کی۔

''محترمہ میرا اس گھر پر بڑا حق ہے پہلی بات یہ کہ یہ میری پھوپو کا گھر ہے اور دوسری یہ کہ یہ میری بہن کا بھی گھر ہے۔اس گھر سے تو تمہیں نکلنا ہوگا مجھے نہیں۔'' سندس نے اسے جتایا۔

''کیوں...... مجھے نکل کر کہاں جانا ہے۔''

''سسرال جہاں تمہارا انتظار ہورہا ہے۔'' سندس نے مسکرا کر ذومعنی سی بات کہی تو عیشہ کی حالت غیر ہونے لگی اسے لگا جیسے وہ سب کچھ جانتی ہو۔

''کیا مطلب ہے تمہارا میں کیوں سسرال جا

CamScanner

لگی۔'' وہ اس پر چیخی۔

''ارے ارے کیا ہوگیا آرام سے اس میں اس قدر گھبرانے اور پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ ہر لڑکی پر یہ سہانا وقت آتا ہے کچھ عرصے بعد مجھ پر بھی آجائے گا بلکہ میں تو سوچ رہی ہوں ہم دونوں ایک ہی گھر میں دو بھائیوں سے شادی کرلیں گی تاکہ ہمیشہ ساتھ رہیں۔''

☆☆......☆☆......☆☆

عیشہ نے کالج جانا شروع کردیا۔ اس کا دھیان بٹ گیا تھا لیکن پڑھائی میں صحیح طرح سے دل نہیں لگ رہا تھا۔ دن بے کلی بے سکونی میں گزر رہے تھے وہ عجب مخمصے میں پھنس گئی تھی۔ ایک آگ سی اس کے اندر لگی ہوئی تھی جس میں دن رات سلگ رہی تھی کبھی سوچتی کہ سندس پر اپنا دل کھول دے کہ پہلے بھابی کو راز دار بنائے' کبھی دل چاہتا کہ معاملات یونہی چلنے دے۔ لیکن یہ بھی تو ممکن نہیں تھا کبھی چاہتی کہ چیخ چیخ کر اتنا رودے کہ گھر والوں پر سب کچھ خود ہی عیاں ہوجائے۔ اتنی بہت ساری سوچوں نے اس کا دماغ خراب کیا ہوا تھا کہ ایک دھماکہ ہوگیا۔ اس کا ایک بہت اچھا رشتہ آگیا۔ اس نے تو رشتے کے خلاف شور ہی مچا کر رکھ دیا۔ جو آنسو کسی اور وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ وہ اس وجہ سے بہہ نکلے۔

امی بھابی اور سندس نے رشتے کی بہت حمایت کی لیکن اس نے ملک سے باہر اور سب گھر والوں سے دور رہنے پر سختی سے انکار کردیا۔ رشتہ اچھا ہونے کی بنا پر سبھی نے اسے سمجھایا لیکن جب بھائی جان نے اس کا فیور کیا تو سبھی خاموش ہوگئے۔ ویسے دل سے تو امی بھی خوش نہیں تھیں کیونکہ وہ بھی اکلوتی بیٹی کو اتنی دور بھیجنے کے حق میں نہیں تھیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو سہولت سے منع کردیا گیا۔

وہ پڑھائی میں بہت اچھی تھی لیکن آج کل دل پڑھائی کی طرف مائل ہی نہیں ہورہا تھا اگر ایسے ہی غفلت برتی جاتی تو گھر والے مشکوک ہوسکتے تھے سندس تو کئی دفعہ ذو معنی باتیں کرچکی تھی۔ اسے کچھ نوٹس بنانے تھے انگلش لٹریچر پر اچھی سی کتابیں چاہیے تھیں سو وہ سندس کو لے کر بازار آگئی۔ اپنی بکس لینے کے بعد اس نے ایک انگلش ناول کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس سے پہلے کوئی اور وہ کتاب لینے کے لیے اپنا ہاتھ اس پر رکھ چکا تھا۔ عیشہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ ہٹایا اور اپنے بالکل قریب کھڑے شخص کی طرف یونہی نظریں اٹھائیں تو اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ سامنے کوئی اور نہیں عرفات احمد کھڑا تھا۔

اس نے سرسری انداز میں عیشہ کی طرف دیکھا اور دوسری طرف مڑ گیا۔ پے منٹ کی اور باہر نکل گیا۔ پہلے وہ اسے دیکھ کر پریشان ہوئی پھر اس کی لاتعلقی پر عیشہ کے اندر محشر برپا ہوگیا۔ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں کہر جمع ہونے لگی۔ گھر آکر وہ دیوانی ہوگئی۔ اس دن عرفات کے نہ دیکھنے پر اسے اتنی پریشانی نہیں ہوئی تھی جتنی آج دیکھ لینے کے بعد اس کے مخاطب نہ ہونے پر بدحواس ہوگئی تھی۔ اس وقت اس کی حالت غیر ہورہی تھی لہو تیزی سے رگوں میں گردش کررہا تھا۔ اس پر وحشتیں سوار ہوگئی تھیں۔ عرفات نے اس سے کوئی بات کیوں نہیں کی کہیں ایسا تو نہیں اس نے پہچانا ہی نہ ہو۔ وہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتی جارہی تھی۔ ٹھنڈے پسینوں میں نہائی چلی جارہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سارا خون پسینہ بن کر جسم سے باہر نکل آئے گا۔ دہشت' ہیبت اور خوف کے مارے بری حالت تھی۔ وہ ادھموئی ہوئی جارہی تھی۔ اسے وہ منحوس دن یاد آگیا جب اس پر قیامتیں ٹوٹ پڑی تھیں۔ سب کچھ ہوگیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور آج تک سب بے خبر ہی ہیں اور اس کے اندر طوفان مچے ہوئے ہیں۔

☆☆......☆☆......☆☆

وہ اسلام آباد باجی کے گھر گئی ہوئی تھی۔ وہاں اس کی دوستی سارہ سے ہوگئی جس کی چند ماہ قبل ہی شادی ہوئی تھی۔ اس دن عیشہ بیٹھی ناشتہ کررہی تھی جب سارہ پریشان سی باجی کے گھر آئی اور باجی سے اجازت لے کر جلدی سے عیشہ کو اپنے ساتھ لے گئی۔ وہ بہت تیز

ڈرائیونگ کررہی تھی۔

''کیا بات ہے سارہ تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو۔'' عیشہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں کچھ نہیں بہت پریشان ہوں۔''

''ایسی کیا بات ہوگئی سب ٹھیک تو ہے ناں؟''

''کچھ ٹھیک نہیں ہے عیشہ' کچھ ٹھیک نہیں ہے۔''

''مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟'' عیشہ نے نرمی سے پوچھتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

''عیشہ ممی کی حالت بہت خراب ہے اور ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے۔'' سارہ کی آواز بھرا گئی۔

''کیا......؟'' عیشہ کی ہلکی سی سسکی نکل گئی۔

''کون سے اسپتال میں ہیں؟''

''اب اسپتال میں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی انہیں گھر لے آئے ہیں۔''

''اچھا تم گاڑی تو ذرا آہستہ چلاؤ۔ تمہیں اتنی پریشانی میں ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہیے تھی۔''

''عیشہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ میں کیا کروں؟ اگلے ہفتے مجھے اور فاروق کو ملائشیا جانا ہے۔ وہاں ان کی کمپنی نے اپنی ایک برانچ کھولی ہے۔ کمپنی اپنے کئی آدمی بھیج رہی ہے اگلے ہفتے فاروق کو ہر حال میں جوائن کرنا ہے اور یہاں ممی اس حالت میں ہیں کہ ایک لمحے کو میرا دل انہیں چھوڑنے کو نہیں چاہ رہا۔ ان کی طبیعت کے باعث آج کل بھائی جان کا بھی زیادہ وقت گھر میں گزر رہا ہے۔ بس ایک آدھ گھنٹے کے لیے آفس جاتے ہیں ساری فیکٹری ملازمین پر چھوڑی ہوئی ہے۔'' گاڑی ایک نہایت خوب صورت گھر میں داخل ہوگئی تھی۔

''یہ ممی کا گھر ہے۔'' سارہ نے عیشہ کے پوچھنے سے پہلے ہی بتادیا۔ وہاں دو نئے ماڈل کی شاندار سی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

داخلی دروازہ بہت بڑا اور خوب صورت تھا۔ طویل راہداری عبور کرنے کے بعد لاؤنج آیا۔ جس میں بہت شاندار سے صوفے تھے سامنے دیوار پر بڑا سا ایل ای

مغربی اور مشرقی ادب کی منتخب کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ

نئے اُفق

کراچی

شائع ہوگیا ہے

مغربی ادب سے انتخاب
جرم و سزا کے موضوع پر ہر ماہ منتخب ناول
مختلف ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کے پس منظر میں
معروف ادیبہ زرین قمر کے قلم سے مکمل ناول
ہر ماہ خوب صورت تراجم دیس بدیس کی شاہکار کہانیاں

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی
خوشبوئے سخن اور ذوق آگہی کے عنوان سے مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

کسی بھی قسم کی شکایت کی
صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242

ڈی نصب تھا۔ لاؤنج میں ایک ہینڈسم اور ویل ڈریسڈ شخص بیٹھا فون پر کسی سے بات کررہا تھا۔ اس کی گفتگو سے اندازہ ہورہا تھا کہ وہ اس وقت کسی ڈاکٹر سے بات کررہا ہے۔ عیشہ پراس نے ایک سرسری سی نظر ڈالی پھر کاغذ پر کچھ لکھنے لگا اور چند ہی لمحوں میں فون آف کرکے کھڑا ہوگیا۔

''بھائی جان یہ میری دوست عیشہ اور عیشہ یہ میرے بھائی ہیں۔'' تعارف ہونے پر عیشہ نے اسے سلام کیا تو اس نے سر کی جنبش سے جواب دیا تھا۔

''ممی اب کیسی ہیں؟'' سارہ نے بے تابی سے پوچھا۔

''ویسی ہی ہیں کوئی فرق نہیں ہورہا' طبیعت میں ساری رات بہت بے چین رہی ہیں۔ تمہیں بہت پوچھ رہی تھیں تم دیکھوانہیں جب تک میں یہ دوائیں کسی سے منگواتا ہوں۔'' کمرے میں آکے سارہ ان کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس نے نرمی اور محبت سے ان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے نیم وا آنکھوں سے اس کی سمت دیکھا اور پھر آنکھیں موندلیں۔

''سارہ اُس سے کہو میری بات مان لے۔ میرے پاس وقت بہت تھوڑا ہے۔ میں اس کی خوشی دیکھنا چاہتی ہوں شاید اسی لیے میرا دم اٹکا ہوا ہے۔ جب اُس کی دلہن اس گھر میں آئے گی تبھی میری روح نکلے گی۔''

''ممی ایسی باتیں نہیں کریں۔'' سارہ برداشت کرتے ہوئے پھران کے ہاتھ پر سر رکھ کر سسک اٹھی۔

''سارہ پلیز ایسے نہیں کرو خود کو سنبھالو۔ آنٹی کے سامنے خود کو کمزور ظاہر نہیں کرو۔ ایسے تو ان کا حوصلہ ختم ہوجائے گا۔'' عیشہ جلدی سے اس کے قریب آئی اور اس نے آہستہ سے سارہ کو سمجھایا۔

''ممی آپ پریشان مت ہوں میں بھائی جان سے بات کروں گی۔'' سارہ انہیں تسلی دے کر باہر نکل آئی۔

''ویسے سارہ تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہاری ممی کو ہوا کیا ہے؟'' کمرے سے نکل کر عیشہ نے پوچھا۔

''ممی کی دو دفعہ اوپن ہارٹ سرجری ہوچکی ہے ممی کا دل بالکل زخمی ہوچکا ہے بس یہ سمجھ لو کہ اب تو اللہ کی رحمت سے ہی جی رہی ہیں پچھلے دو ہفتے سے طبیعت خراب چل رہی ہے اور وہ مسلسل بھائی جان سے شادی کرنے کے لیے کہہ رہی ہیں لیکن وہ ٹال مٹول کیے جارہے ہیں انہیں بھی اندازہ نہیں تھا کہ ممی کی طبیعت اتنی خراب ہوجائے گی لیکن اب ممی کئی دن سے مسلسل بھائی جان کی شادی کی بات کررہی ہیں۔ اب تم ہی سوچو اتنی جلدی شادی جیسا بڑا کام بھلا کہاں ممکن ہے لڑکیاں کوئی بازار میں تھوڑی ملتی ہیں کہ گئے اور اپنی پسند کی لڑکی لے آئے۔''

''تم فیملی کی کسی لڑکی سے سادگی سے نکاح پڑھوالو اور جب ممی ٹھیک ہوجائیں تو پھر پورے طریقے سے شادی کرلینا۔'' عیشہ کی بات پر سارہ کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

''ارے عیشہ میرے بھائی کی شادی تو ابھی اور اسی وقت ہوسکتی ہے۔'' سارہ نے بازو تھام کر جوش اور خوشی سے کہا۔

''ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ اتنی جلدی لڑکی کہاں سے آئے گی اور اب چٹکی بجاتے ہی لڑکی کا مسئلہ حل بھی ہوگیا۔'' اس نے اچنبھے سے کہا۔

''عیشہ تم تیار ہوجاؤ پلیز عیشہ تم مان جاؤ گی تو یہ شادی ابھی ہوجائے گی۔'' سارہ نے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے عجلت میں کہا تو عیشہ کی آنکھیں ابل پڑیں تھوڑی دیر کے لیے تو اس کی آواز بند ہوگئی۔

''مم.....میں پر یہ کیسے ہوسکتا ہے؟''

''ہوسکتا ہے بالکل ہوسکتا ہے بس تم ہاں کردو میں بھائی جان سے بات کرلوں گی تم اتنی پیاری سی ہو کہ وہ انکار ہی نہیں کرسکیں گے۔ عیشہ میری مرتی ہوئی ماں کی آخری خواہش پوری کرکے انہیں کچھ دن کے لیے اور بچالو انہیں ان کے بیٹے کی دلہن دکھا دو۔'' سارہ نے روتے ہوئے لجاجت سے کہتے ہوئے عیشہ کے ہاتھوں

کو اپنے ہاتھوں میں بھینچ لیا۔

''لیکن سارہ یہ کیسے ممکن ہے شادی تو بہت بڑا کام ہوتا ہے یہ سب کچھ تو والدین طے کرتے ہیں میں اکیلی کیسے یہ انتہائی قدم اٹھا سکتی ہوں؟''

''تم بالکل فکر نہیں کرو بعد کے حالات اور معاملات میں سنبھال لوں گی۔ میرے بھائی جان بہت کامیاب بزنس مین ہیں تم بہت خوش رہوگی۔ تمہیں زندگی میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی بھائی جان بہت اچھے ہیں۔'' سارہ جذباتی باتیں کرکے عیشہ کو فوری طور پر تیار کرنے کی کوشش کررہی تھی۔

''سارہ میں یہ سب کروں گی تو میرے گھر والے تو مجھے مار ڈالیں گے اور وہ خود بھی جیتے جی درگور ہوجائیں۔ یہ سب معمولی بات اور آسان نہیں ہے۔'' عیشہ تو بری طرح پریشان ہورہی تھی۔

''میں جانتی ہوں کہ یہ بہت بڑا کام ہے لیکن تم پریشان مت ہو کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔'' اور پھر سب کچھ ہوگیا اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود بھی ہاں ہوگئی۔

اس کا نکاح عرفات احمد کے ساتھ ہوگیا۔ چٹکی بجاتے میں اس کی تقدیر بدل گئی ایسی شادی میں خوش ہونے کا تو سوال ہی نہیں تھا وہ تو کھل کر رو بھی نہ سکی تھی۔

بیٹے کی شادی سے مسز احمد کے وجود میں جیسے جان پڑ گئی۔ وہ بغیر کسی سہارے کے خود ہی اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ بے تحاشہ خوشی سے ان کا چہرا تمتما رہا تھا۔ سارا بھی ماں کو دیکھ کر اور بھائی کی شادی کی خوشی سے کھلی جارہی تھی۔ عرفات بھی خوش اور مطمئن نظر آرہا تھا۔ ایک وہی تھی جس کا دل ودماغ اپ سیٹ ہوگیا تھا۔ اسے تو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس وقت خوشی کا اظہار کرے یا دھاڑیں مار مار کر روئے۔ اپنی شادی پر نہ وہ راضی ہوسکی نہ یہ فیصلہ ماں باپ اور بھائی کرسکے بس شادی ہوگئی۔ ممی نے اسے اور عرفات کو ایک ساتھ بٹھایا اور ڈھیروں دعائیں ان کی جھولی میں ڈال دیں۔ سارہ اور ممی دونوں ہی عیشہ کی بہت شکر گزار ہورہی تھیں۔ ممی نے سارا سے اپنا جیولری باکس منگوایا اور وہ سب اس کے سپرد کردیا۔

''اب یہ سب تمہارا ہے۔ عرفات تمہارا ہے یہ گھر تمہارا ہے تمہیں اتنی خوشیاں ملیں کہ تم سمیٹ نہ سکو۔'' اس وقت تو جو خوشی اسے ملی تھی وہ اس کو نہیں سمیٹ پارہی تھی اسے سمیٹنے کے چکر میں خود بکھری جارہی تھی۔ ممی کی کوئی دعا اور سکون اور خوشی نہیں دے رہی تھی اس کے اندر غبار اٹھ رہے تھے۔ سارہ نے ڈھیروں فوٹوز اور موویز موبائل میں قید کرلیں۔

''ممی......اب آپ کی خواہش پوری ہوگئی ہے اب آپ آرام کریں بہت دیر ہوگئی ہے آپ کو بیٹھے ہوئے۔ اتنی دیر تک بیٹھنا اور اتنا بولنا دونوں ہی آپ کے لیے ٹھیک نہیں ہیں۔'' عرفات نے زبردستی انہیں لٹایا اور وہ سب کمرے سے باہر آگئے۔

سارہ کھانے کی تیاری میں لگ گئی۔ عیشہ کمرے میں اکیلی گم صم اور بدحواس سی بیٹھی تھی کہ عرفات چلا آیا۔ اسے دیکھ کر عیشہ کا سر خود بخود جھک گیا۔ عرفات کرسی لاکر بالکل اس کے سامنے بیٹھ گیا اور بغور اس کی بھیگی شکل تکنے لگا۔

''میں اس وقت آپ کی فیلنگز سے بخوبی واقف ہوں جس انداز میں ہماری شادی ہوئی ہے اس طرح شادیاں نہیں ہوا کرتیں۔ حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ ایسے کڑے وقت میں آپ نے میرا ساتھ دیا مجھے قبول کیا اس کے لیے میں آپ کا شکر گزار اور احسان مند ہوں۔ آپ مجھ پر بھروسہ رکھیے آپ کے ساتھ کچھ برا نہیں ہونے دوں گا۔ آپ کے ساتھ کوئی کچھ نہیں کرسکے گا۔ اب آپ میری عزت ہیں اور اپنے والدین کے گھر میں میری امانت ہیں۔ میں سب سے نمٹ لوں گا ساری صورت حال سنبھال لوں گا۔'' وہ جو کچھ کہہ رہا تھا پتہ نہیں وہ ایسا کرے گا یا نہیں لیکن اس کی باتوں سے امید لگانا اب اس کی مجبوری بن چکی تھی۔ وہ ڈبڈباتی آنکھوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ خاموشی سے سر جھکائے اس کی

یقین دلاتی ناؤ میں بیٹھی ڈول رہی تھی۔

"ویسے تو اب میں آپ پر مکمل استحقاق رکھتا ہوں لیکن ہماری شادی جن حالات میں اور جس انداز میں ہوئی ہے میں آپ کو یہاں نہیں روک سکتا......" نہایت ذو معنی جملہ بڑے دل ربا انداز میں ادا کیا گیا تھا۔

"اب میں آپ کا ہسبنڈ اور آپ میری وائف۔ اب یہی حقیقت ہے اور اسے قبول کرلیجیے۔" عرفات نے اس کے عرق آلود ہاتھ اپنے گرم اور مضبوط ہاتھوں میں تھامے تو اسے لگا کہ وہ ابھی اور اسی وقت پگھل کر ختم ہوجائے گی۔ "میرا اعتبار کرو عیشہ میں ناقابل اعتبار آدمی نہیں ہوں۔ میں نے محض ممی کی خواہش پوری نہیں کی ہے بلکہ سوچ سمجھ کر تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔ کسی کو چند لمحوں میں بغیر جان پہچان کے اپنی زندگی میں شامل کرلینا کوئی عام اور معمولی بات نہیں ہے لیکن تمہیں دیکھ کر میرا دل خود بخود تمہاری طرف مائل ہوگیا تو یہ قدرت کا اشارہ تھا کیونکہ آسمان پر ہمارا جوڑا بن چکا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ بالکل زیادتی ہوئی ہے اگر تمہیں کچھ کہنا ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں تم اپنا غصہ ناراضگی مجھ پر نکال سکتی ہو۔" عرفات نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

غصے اور ناراضگی کا اظہار کر کے تو مزید خود کو تکلیف دینے والی بات تھی جو کچھ ہو چکا تھا وہ تو تبدیل نہیں ہوسکتا تھا ناں اور پھر خود اس نے شادی کے خلاف بہت زیادہ احتجاج بھی تو نہیں کیا تھا ایک مرتی ہوئی ماں کے لیے اس وقت عیشہ کے دل میں بھی ہمدردی آ گئی تھی۔ اس وقت اس نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔

"ویری ویل میں تو بڑا خوش نصیب آدمی ہوں کہ میری بیگم کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں۔" عرفات نے ہنس کر کہا تو لفظ بیگم پر عیشہ کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔

"اپنے میکے کا فون نمبر اور ایڈریس اس پر لکھ دیجیے۔" عرفات نے کاغذ اور پین عیشہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میکے کے نام پر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ جس گھر سے وہ رخصت بھی نہیں ہوئی وہ اتنی آسانی سے اس کا میکہ بھی بن گیا۔ پین چلانا دوبھر ہوا جا رہا تھا۔ ہاتھوں پر کپکپی طاری تھی۔ عرفات بغور اس کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ عرفات نے کاغذ اور پین اس کے ہاتھوں سے لے لیا اور اس کے بتانے پر لکھنا شروع کردیا۔ لیکن بدحواسی میں اس نے ان کا نمبر لیا ہی نہیں۔

وہ ایک عظیم معرکہ مار کر اپنے مردہ وجود کو گھسیٹتی ہوئی باجی کے گھر واپس آ گئی۔ دو دن بعد سارہ کا فون آیا اس کی ممی دنیا چھوڑ چکی تھیں وہ باجی کے ہمراہ ان کے گھر گئی اور پھر چند دن بعد واپس کراچی آ گئی اور اس دن سے وہ دہکتے کوئلوں پر چل رہی تھی۔ کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔ عرفات احمد نے اسے اپنے یقین' بھروسے کا جھانسہ دے کر جلتے توے پر بٹھا دیا تھا اور آج جب عرفات نے اسے اتنے قریب سے دیکھ کر کوئی بات نہیں کی اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی تو وہ بالکل دیوانی ہوگئی۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی عرفات ہے جو سب کچھ ٹھیک کرنے اور سب سے نمٹ لینے کی باتیں کررہا تھا۔ عیشہ کا دل و دماغ پھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کا دل یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ عرفات نے اسے نہ پہچانا ہو۔ جب میں نے پہچان لیا تو اس نے کیوں نہیں پہچانا۔ جب کہ سارہ نے تو بہت سی تصاویر بھی بنائی تھیں۔ وہ تو اس کے پاس ہوں گے۔ یہ قسمت اس کے ساتھ کیا کھیل کھیل رہی تھی۔ وہ ایسی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی جس میں سے اسے کوئی نہیں نکال سکتا تھا۔ اب پریشانی اور بے چینی کچھ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

باجی کے آنے سے گھر کا ماحول کچھ تبدیل ہوگیا تھا۔ سارے گھر میں ایک دم سے رونق ہوگئی لیکن اس کے اندر کے دیپ بجھے ہوئے تھے۔ اس لیے کوئی روشنی اور رونق اسے نظر نہیں آ رہی تھی اور پھر ان ہی دنوں میں اس کا ایک اور بہت اچھا رشتہ آ گیا۔ رشتہ اتنا اچھا تھا کہ منع کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ عیشہ بری طرح بدحواس ہوگئی۔ رونا پیٹنا' بھوک ہڑتال دھمکیاں کچھ کام نہ آیا اور شادی کی

تاریخ طے ہوگئی اس کی روح گھائل ہوچکی تھی۔ گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہوچکی تھیں اور وہ ایسے مقام پر کھڑی تھی کہ کسی کو کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔ اس کے پاس یہ شادی کرلینے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔ سو اس نے شادی والے دن ہی اپنی زندگی میں شامل ہونے والے شخص کو سب کچھ بتانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ نکاح پر نکاح کرنے کا گناہ کرنے سے پہلے ہی اس گناہ کی آگ میں جلنے لگی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے پل صراط پر دوڑی چلی جارہی ہو۔ کسی بھی لمحہ اس کا وجود کٹ کر ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔

اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا اور حالات کو تقدیر کے سپرد کردیا۔ اب تو وہ رات دن عرفات احمد کو کوس رہی تھی فون نمبر لے کر بھی اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ سارہ نے پلٹ کر خبر لی۔ کوئی دعا درود کام نہ آیا اور شادی کا دن آ گیا۔ دلہن بن کر اس پر اتنا نکھار آیا کہ ہر کوئی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ نظر اتارنے کی بات بھی کررہا تھا۔ شادی میں کون آیا کون نہیں اسے کچھ ہوش نہیں تھا وہ شادی کے دن تک سارہ اور عرفات کے فون کا انتظار ہی کرتی رہی چند گھنٹوں بعد خود پر ٹوٹنے والے ستم کے لیے وہ خود کو تیار کررہی تھی۔ نجانے اب تقدیر اس پر کیا وار کرنے والی تھی۔

دولہا کی کچھ رشتے دار خواتین اور لڑکیاں اسے خوب صورتی سے سجے ہوئے کمرے میں چھوڑ گئیں۔ وہ اتنے دن سے اپنے حالات کے ساتھ لڑتے ہوئے اس قدر تھک چکی تھی کہ اس میں آنے والے لمحات اور حالات کا مقابلہ کرنے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی۔ خوف' پریشانی اور وحشت کے مارے دل کچھ اس طرح دھڑ دھڑا رہا تھا گویا سینے میں ڈھول بج رہا ہو۔ اے سی میں بھی ہتھیلیاں بھیگی جارہی تھیں لیکن پھر بھی آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ خود کو مضبوطی سے پھولوں سے مہکتی ہوئی سیج پر جمائے بیٹھی تھی۔ سرخ گلاب کے پھول اسے اپنے چاروں طرف دہکتے ہوئے انگارے محسوس ہورہے تھے۔ وہ بار بار لفظوں کو ترتیب دے رہی تھی لیکن لفظ تھے کہ ذہن کی سلیٹ سے پھسلے چلے جارہے تھے۔ اس وقت اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے چاروں اور لٹکتی مہکتی ہوئی ان لڑیوں کو نوچ کر پھینک دے اپنا ہار سنگھار ملیامیٹ کرے اور یہاں سے نکل جائے لیکن بھلا یہ کہاں ممکن تھا۔ پھانسی کا جو پھندا اس کے گلے میں پڑا تھا اس کا گھیرا تنگ ہوتا جارہا تھا۔ ایک دم سے اس کا دم گھٹنے لگا اور اس نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا لیکن گلا تو صاف ہی تھا اصل میں تو ماضی صاف نہیں تھا وہ داغ دار ہوچکا تھا۔

انہی سوچوں کی یلغار کے دوران دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو اس کا جھکا سر کچھ اور بھی جھک گیا۔ آنے والا دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور بھاری سی آواز میں اسے سلام کیا۔ لیکن جواب ندارد۔ وہ جو بولنے کے اتنے منصوبے بنائے بیٹھی تھی لفظوں کے سرے ہی ڈھونڈتی رہی پہلے سارے الفاظ ذہن کی اسکرین پر ناچتے ناچتے گڈمڈ ہوئے اور پھر مٹتے چلے گئے۔ آنے والے نے کہنی کے بل نیم دراز ہوکر مہندی' چوڑیوں اور انگوٹھیوں سے سجا بھیگا نرم سا ہاتھ اپنے گرم اور مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا۔ عیشہ کا سارا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا۔

"آج سے ہم اپنی نئی زندگی کی شروعات کررہے ہیں اور ہمیں اپنی زندگی کی بنیاد خلوص' سچائی اور ایمان داری پر رکھنی چاہیے۔ میں بہت صاف دل اور صاف طبیعت کا آدمی ہوں' جھوٹ اور دھوکہ کو بالکل پسند نہیں کرتا دوسروں کی طرف سے بھی یہی توقعات رکھتا ہوں اور اپنی شریک حیات کی طرف سے تو میں کسی بھی قسم کی غلط بات برداشت نہیں کروں گا۔" کچھ دیر کے لیے عیشہ کی دھڑکنیں تھم گئیں۔ اسے تو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کی حیات میں شریک ہے۔ اِس کی یا اُس کی۔

"اگر آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں تو میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

"جی...... میں......" عیشہ نے صرف اتنا ہی کہا اور اس کی طرف دیکھا اور فوراً ہی نظریں جھکالیں۔

اس کے سامنے ایک باریش اور بارعب شخصیت براجمان تھی۔ وہ تو سب سے سن رہی تھی کہ دولہا بہت خوش شکل ہے لیکن اس کی تو آدھی شکل ڈاڑھی میں چھپی ہوئی تھی اور چہرے پر بھی کوئی خاص خوشی کے تاثرات نظر نہیں آرہے تھے۔ ایک مولانا ٹائپ شخصیت اس وقت اس کے روبرو تھی۔ وہ بچپن سے سنتی آرہی تھی کہ ایسے لوگ حق اور سچ کے علم بردار ہوتے ہیں لیکن اس نے تو کوئی برحق کام نہیں کیا تھا وہ انہیں کیا بتاتی اس کے سارے منصوبے خاک ہوگئے اور وہ ایک دم سے ایک طرف کو ڈھیر ہوگئی۔

"عیشہ...... عیشہ......" دولہا نے بوکھلا کر دلہن کے گال تھپتھپائے۔ اس کے وجود میں حرکت نہیں ہوئی تو اس نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ جب بھی کچھ اثر نہ ہوا تو اس نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اس نے کچھ کسمسا کے دھیرے سے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں اور پھر بند کرلیں یا شاید خود ہی بند ہوگئیں۔

"میرے خیال میں آپ بہت تھک گئی ہیں آرام کیجیے۔" صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ دلہن کے روپ میں ہی تھی چاروں طرف نظر دوڑائی تو کمرا کسی بھی نفوس سے خالی تھا ذہن کچھ اور اچھی طرح سے بیدار ہوا تو گزشتہ دن اور رات کے واقعات خالی ذہن پر فلم کی طرح نمودار ہونے لگے اس نے آہستہ آہستہ اپنے زیورات اتارنے شروع کردیے۔

السلام علیکم کی آواز پر اس نے گردن گھما کر دیکھا تو ٹاول سے سر کو رگڑتا ہوا عرفات احمد واش روم سے برآمد ہورہا تھا۔ عیشہ اسے دیکھ کر گنگ رہ گئی۔

"آ...... آپ یہاں کیا کررہے ہیں؟" چند لمحوں بعد اس کے کچھ حواس بحال ہوئے تو اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

"کیا مطلب ہے کیا کررہے ہیں میرا گھر ہے یہ مجھے یہیں ہونا تھا۔"

"لیکن میری تو شادی ہوگئی اور آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔" اس نے رونا شروع کردیا۔

"شادی کرکے یہاں لے آیا اور کیا کرتا۔" اس کی بات پر وہ کچھ حیران سا ہوا۔

"اور وہ مولوی صاحب جن سے میری رات کو شادی ہوئی تھی؟"

"محترمہ رات آپ کی شادی مجھ سے ہی ہوئی تھی اور رات آپ شاید اتنا ڈر گئی تھیں مجھے ڈاڑھی میں دیکھ کر کہ پہچان ہی نہ سکیں۔" اب جو ساری بات کلیئر ہوئی تو وہ پھٹ پڑی۔

"آپ نے میرے ساتھ بہت برا کیا مجھے سولی پر لٹکا کے خبر تک نہیں لی کہ میرے اوپر کیا گزر رہی ہے۔"

"خبر کی بات مت کیجیے دلہن ہمیں تو آپ کے پل پل کی خبر تھی۔"

"خبر کیسے تھی ایک فون تک تو کیا نہیں۔" اس نے چڑ کر کہا۔

"تمہیں انتظار تھا فون کا؟" عرفات نے اس کی طرف ذرا سا جھک کر شوخ سے انداز میں پوچھا تو عیشہ بری طرح جھینپ گئی۔

"کوئی انتظار نہیں تھا مجھے آپ کے فون کا مجھے جیتے جی مار ڈالا اور اب اٹھا کر اپنے گھر لے آئے۔ دور ہوجائیں یہاں سے بہت کیئرلیس ہیں آپ۔"

"یہ بات مت کہیے مسز عرفات تمہارے جانے کے بعد میں نے تمہاری بہن سے کانٹیکٹ کیا تھا۔"

"کیا مطلب آپ نے انہیں سب کچھ بتادیا تھا؟" عیشہ نے آنکھیں پھاڑیں۔

"کیا نہیں بتانا چاہیے تھا؟" وہ ایک مرتبہ پھر شوخ ہوا۔ "میڈم آپ کو اپنی عزت بنایا تھا تو بے عزت اور بدنام کرنے کے لیے نہیں بلکہ اپنی زندگی میں شامل کرکے اسے خوش گوار بنانے کے لیے۔ انہوں نے میرے سامنے ہی فون کرکے تمہاری امی سے میرے اور

تمہارے رشتے کی بات کرلی تھی تاکہ وہ کسی اور کے لیے ہاں نہ کردیں لیکن کوئی شیطان پھر بھی آہی گیا تھا اور پھر آپ کی بہن نے فوری طور پر مجھ سے رابطہ کیا اور ان محترم کو چلتا کیا۔ بیگم صاحبہ ہم بھولنے والوں میں سے یا چھوڑ کے بھاگ جانے والوں میں سے نہیں ہیں۔"

"اچھا اسی لیے اس دن بک اسٹال پر پہچانا تک نہیں؟"

"نہ صرف پہچان لیا تھا بلکہ تمہاری بکس کی پے منٹ بھی کی تھی لیکن تمہاری کزن کی وجہ سے تم سے بات نہیں کی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔" عرفات نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو عیشہ نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑالیا۔

"آپ نے میرے ساتھ برا کیا ہے۔ میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔" عیشہ نے بری طرح رونا شروع کردیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے پھر تو میں زندگی میں جو بھی غلطیاں کروں گا تم سے معافی نہیں مانگنی پڑے گی۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے چپ کرانا چاہا تو ایک دم سے کمرے کا دروازہ بجنے لگا۔

"اے عرفات میاں یہ دلہن اتنی بری طرح سے کیوں رو رہی ہے۔" دروازے کے پیچھے سے کسی خاتون کی آواز آئی۔

"پھوپو یہ خوشی کے آنسو ہیں دلہن اتنا اچھا دولہا مل جانے پر جذبات پر قابو نہیں رکھ سکی۔" عیشہ نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔ عرفات نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں بھرلیا اور اس کا خوش گوار قہقہہ کمرے میں گونج گیا تھا۔

AANCHALPK.COM

تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے

آج ہی قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں

ماہنامہ آنچل کراچی

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں ہے جو آپ کی آسودگی کا باعث ہوسکتا ہے اور وہ ہے اور صرف آنچل۔ آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں۔

چاہت و محبت کے موضوع پر لکھی ایسی دلکش تحریر جو آپ کی دل کی دنیا میں جل تھل کردے

معاشرے کے تلخ حقائق کی عکاسی کرتا فاخرہ گل کا ناول جو آپ پر بہت سی حقیقتیں آشکار کردے گا

خاندانی اختلافات و جھگڑوں کے پس منظر میں لکھا اقرا صغیر کا بہترین ناول جو آپ کی سوچ کو ایک نیا رخ عطا کردے

AANCHALNOVEL.COM

پرچہ نہ ملنے کی صورت میں رجوع کریں 021-35620771/2